



سوال

میت کے گھر قرآن خوانی کرنا کیسا ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعض ملکوں میں رواج ہے کہ جب کوئی انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے گھر میں بلند آواز سے قرآنی خوانی کی جاتی ہے یا گھر میں ٹیپ ریکارڈ کے ذریعے سے تلاوت کی کیسٹیں سنائی جاتی ہیں، اس عمل کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

یہ عمل بلاشک بدعت ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عہد میں اس کا رواج نہ تھا۔ قرآن کریم سے یقیناً غم و فکر دور ہوتے ہیں جب انسان خود پڑھے نہ کہ لاؤڈ سپیکروں سے بلند آواز سے پڑھا جائے جسے ہر ایک حتیٰ کہ لہو و لعب میں مبتلا اور آلات موسیقی سے دل بہلانے والے بھی سنیں، وہ گویا کہ بیک وقت قرآن بھی سن رہے ہوتے ہیں اور موسیقی بھی۔ اس طرح گویا کہ یہ لوگ قرآن مجید کے ساتھ یہودگی کا معاملہ کرتے ہیں اور اس کا استہزاء و مذاق اڑاتے ہیں اسی طرح میت کے گھر میں تعزیت کے لیے آنے والوں کے لیے جمع ہونا بھی ان ہی امور میں سے ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں جس کا نام و نشان تک نہ تھا حتیٰ کہ بعض علماء نے لکھا ہے کہ یہ عمل بدعت ہے، اس بنیاد پر ہماری رائے میں اہل میت کو تعزیت کے لیے آنے والوں کے استقبال کے لیے جمع نہیں ہونا چاہیے بلکہ انہیں اپنے دروازے بند کر لینے چاہئیں، البتہ اگر کوئی بازار میں ملے یا جلنے والوں میں سے کوئی اس ملاقات کے اہتمام کے بغیر آجائے تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن ہر آنے والے کے استقبال کے لیے دروازوں کو کھول رکھنا درست نہیں کیونکہ یہ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں معروف نہیں تھا حتیٰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اہل میت کے یہاں جم گھٹا لگانے اور نوحہ کے کھانا مخصوص کرنے اور نوحہ ماتم کرنے کو گناہ کبیرہ میں شمار کرتے تھے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے اور نوحہ سننے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے، نیز آپ نے فرمایا ہے:

«إِنَّمَا نُحِي إِذَا لَمْ تُنْتَب قَبْلَ مَوْتِنَا تُقَامُ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِزْبَالٌ مِنْ قَطْرَانٍ وَدَرْعٌ مِنْ جَرَبٍ» (صحیح مسلم، الجنائز، باب التشدید فی النیاحۃ، ج: ۹۳۳)

”نوحہ کرنے والی عورت اگر اپنی موت سے پہلے توبہ نہ کرے، تو اسے قیامت کے دن اس طرح کھڑا کیا جائے گا کہ وہ گندھک (یا ہار کول) کا کرتہ اور خارش کی اوڑھنی پہنے ہوئے ہوگی۔“

ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا کرتے ہیں۔



میری مسلمان بھائیوں کو یہ نصیحت ہے کہ وہ ان بدعات کو ترک کر دیں کیونکہ ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں یہی بہتر اور باعث خیر ہے۔ میت کے لیے بھی یہی بہتر اور موزوں ہے اس لئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے اور نوحہ کرنے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے اور عذاب دیے جانے کے معنی یہ ہیں کہ اسے اس رونے اور نوحہ کرنے کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ اسے اتنی سزا ملے گی جتنی نوحہ و بکا کرنے والے کو سزا ملتی ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تُزْوِرُوا زُورًا وَزُرَّ أُخْرَىٰ ۖ سُوْرَةُ الْأَنْعَامِ ۖ ۱۶۴ ...

”اور کوئی شخص کسی کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔“

عذاب کے لفظ سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ سزا ہی کے معنی میں ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«السَّفَرُ قَطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ» (صحیح البخاری، العمرہ، السفر قطعة من العذاب، ح: ۱۸۰۲، و صحیح مسلم، الامارة، باب السفر قطعة من العذاب، ح: ۱۹۲۷)

”سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے۔“

حالانکہ سفر سزا تو نہیں ہو کرتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ غم و فکر وغیرہ کو بھی عذاب کہا جاسکتا ہے۔ لوگ بھی عموماً اس قسم کے الفاظ استعمال کرتے رہتے ہیں کہ میرے ضمیر نے مجھے عذاب دیا ہے یہ اور اس طرح کے الفاظ اس وقت استعمال کیے جاتے ہیں جب دل پر شدید غم و فکر کا ہجوم ہو۔ خلاصہ کلام یہ کہ میں اپنے بھائیوں کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اس قسم کی عادتیں ترک کر دیں جو انہیں اللہ تعالیٰ سے دور کر دیتی ہیں اور ان کے فوت شدہ عزیزوں کے لیے بھی تکلیف اور پریشانی کا باعث بنتی ہیں۔

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ ارکان اسلام

عقائد کے مسائل: صفحہ 342